بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

انجمن ترقی اردو کی طرف سے اردو کو یوپی کی علاقائی زبان تسلیم کرانے کے لئے جو جد وجہد جاری ہے اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کافی منظم اور آئینی طریقہ پر چل رہی ہے۔ پچھلے دنوں لکھنؤ میں جو اس سلسلہ میں کنونشن منعقد ہوئی اس میں ہندو مسلمان، جمعیۃ علمائے ہند اور ندوۃ المصنفین کے اکابر، یونیورسٹیوں کے پروفیسر اور مختلف طبقات وگروہ سے تعلق رکھنے والے حضرات شریک ہوئے اور سب نے دلچسپی اور ذوق وشوق سے کنونشن کی کارروائیوں میں حصہ لیا۔ اس کنونشن میں انجمن ترقی اردو کے صدر ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب نے ملک کے دستور اساسی کے خلاف بعض صوبائی حکومتوں کی روش پر تنقید کرتے ہوئے یہ بڑے پتہ کی بات کہی ہے کہ اگر اردو کو اس کے اپنے فطری حق کے مطابق پنپنے اور جینے کا حق نہیں دیا گیا تو پھر ہندی کا مستقبل بھی روشن نہیں ہے جو لوگ اس وقت اکثریت میں ہونے کے بادۂ پندار سے مست وسرشار ہیں ڈاکٹر صاحب کے اس فقرہ پر زہر خند کر کے اس کا مذاق اڑائیں گے لیکن جو لوگ اس راز سے واقف ہیں کہ جس زبان کے لئے ترقی کی کوششیں کسی دوسری ترقی یافتہ زبان کے ساتھ نفرت وعناد پر مبنی ہوں اور اس بنا پر وہ کوششیں اس راہ سے ہٹ گئی ہوں جس پر چلنا کسی زبان کے طبعی اور ہموار ارتقا کے لئے ضروری ہے۔ وہ زبان معتدل اور صحت بخش آب وہوا نہ ملنے کے باعث صحت مندانہ نشو ونما اور بالیدگی سے محروم رہتی ہے اون کو ڈاکٹر صاحب کی اس تنبیہہ کے درست ہونے میں کوئی کلام نہ ہوگا۔

اردو زبان کی ہمہ گیری کا کیا عالم ہے؟ پچھلے دنوں مشرقی پنجاب کا دورہ کرتے ہوتے معدن ہند کے جواہر لعل نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اہل پنجاب سے یہ بڑی دلچسپ بات کہی کہ آپ لوگ آپس میں لڑ رہے ہیں رمکھی کے لئے مگر کیسی عجیب بات ہے کہ لڑتے دونوں میں اردو زبان ہی میں۔

اسی طرح ۲ رجنوری ۱۹۵۳ء کو انجمن ترقی اردو دہلی کے پہلے سالانہ اجلاس کا افتتاح کرتے ہوتے ملک کے ... وصاحب قلم پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی نے بعض نہایت عبرت آموز وبصیرت افروز باتیں کہی ہیں برہان

کے صفحات میں محفوظ کر دینے کی غرض سے ہم ذیل میں اس تقریر کے جستہ جستہ اقتباسات پیش کرتے ہیں "پنڈت جی نے فرمایا " زمانہ ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ذرا کچھ ٹھوس باتیں پیش کریں خواہ وہ کچھ حضرات کو ناخوشگوار ہی ہوں اردو زبان ہمارا زبردست تہذیبی سرمایہ ہے۔ بعض معترضین جو یہ کہتے ہیں کہ یہ کوئی زبان ہی نہیں ایسے لوگوں کی یا تو ڈھٹائی کی تعریف کی جائے یا ان کی معصومیت پر افسوس کرنا چاہیے کیونکہ خود ہندی کے ادیبوں کی تحقیق کے مطابق یہ ثابت ہو چکا ہے کہ صرف اردو ہی ایک ایسی زبان ہے جس میں گلگت سے کوچین تک گفتگو ہو سکتی ہے (تقاریر بھارتی)

اس کے بعد ہندی اور اردو کا موازنہ کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ

"۱۹۰۵ء تک ہندی میں سیاسی اور قومی شاعری کا وجود نہیں پایا جاتا تھا جیسے ہم وطنی شاعری کہہ سکیں میتھلی سرن گپت پہلے ہندی شاعر ہیں جنہوں نے مولانا حالی کی مسدس اور کیفی دہلوی کی بھارت درپن سے استفادہ کرکے ہندی ادب میں وطنی اور قومی شاعری کو روشناس کرایا۔ ہندو شعراء نہ صرف اردو بلکہ فارسی میں بھی بڑی دستگاہ رکھتے تھے چنانچہ ٹیک چند بہار اور آنند رام مخلص آج بھی ایران میں مستند مانے جاتے ہیں اسی طرح عبدالرحیم خانخاناں اور اور ملک محمد جائسی ہندی شاعری کے وہ ہیرو ہیں جن پر ہندی ادب ہمیشہ فخر کرتا رہے گا۔ اس کے بعد لکھنؤ نوشش کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا " ڈپٹی نذیر احمد صاحب سے آج سے نصف صدی پہلے تعزیرات ہند کا اردو ترجمہ لکھوایا گیا تھا۔ انھوں نے یہ ترجمہ اتنی مکمل اور منظم اردو میں کیا کہ اس میں کہیں حاشیہ میں کسی ایک لفظ کی تشریح کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہوئی لیکن اب ہماری جمہوری حکومت نے اپنے دستور اساسی کا ہندی میں ترجمہ کرانا چاہا تو اس کام کے لئے باقاعدہ ایک کمیٹی بنائی گئی جس کے صدر شری گھنشیام گپتا مقرر ہوئے انھوں نے جو ترجمہ کیا ہے اس میں الفاظ کا وضاحت نامہ بھی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندی ابھی اتنی ترقی یافتہ نہیں جتنا کہ ایک زندہ زبان کو ہونا چاہئے اس کے برعکس اردو کی ترقی کا یہ عالم ہے کہ اس میں سائنس۔ نفسیات۔ معاشیات۔ وغیرہ پر رسالے نکلتے ہیں اور طبیعیات اور کیمیا پر بحث کی جاتی ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ اردو کے سوا ہندوستان کی کسی زبان میں اتنا اعلیٰ درجہ کا لٹریچر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ عثمانیہ یونیورسٹی تقریباً ایک چوتھائی صدی سے تمام مضامین کی تعلیم اردو میں ہی دیتی ہے "تقریر کو ختم کرتے ہوئے جناب موصوف نے بڑے جوش اور ولولہ کے ساتھ فرمایا کہ اردو کو نیک آدمیوں نے نیک اوقات میں نیکیوں کے لئے بنایا ہے اس لئے یہ ختم نہیں ہو گی اور مہاتما گاندھی کی اس بات کو ماننا پڑیگا